جشنِ عید میلاد النبی ﷺ
کی تاریخی و شرعی حیثیت

اعداد

عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ

نشر و اشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض

مملکت سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلَامٌ عَلَیٰ عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفیٰ، أَمَّا بَعْدُ:

عصر حاضر کی بدعات میں سے ایک سنگین بدعت ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو نبی ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا ہے، جسے دنیا کے مختلف ممالک میں لوگ بڑے شوق وعقیدت کے ساتھ مناتے ہیں۔لیکن اس جشن میلاد کی شرعی اور تاریخی حیثیت کیا ہے؟ یہ خطرناک بدعت اس امت کے اندر کہاں سے درآئی؟ اوراس کے درپردہ کیا مقاصد کارفرما تھے؟اس سے اکثر لوگ نابلداور غافل ہیں۔امید ہے کہ اگراس حقیقت کی نقاب کشائی کی جائے اوراس کے ایجاد کرنے والوں کے چہروں اوران کے خبیث مقاصد سے پردہ اٹھایا جائے تو سنت رسول کے شیدائیوں اورمحبت رسول ﷺ کا دم بھرنے والے مسلمانوں کی سمجھ میں بات ضرور آئے گی،اس پروہ ٹھنڈے دل سے غوروفکر کریں گےاوران شاءاللہ وہ اس سے تائب ہوکرراہ راست پرآئیں گے۔

خیرالقرون کی تین صدیاں گذرگئیں،لیکن تاریخ کے اندرکہیں بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ صحابۂ کرام، یا تابعین، یا تبع تابعین اوران کے بعد آنے والے لوگوں میں سے کسی ایک شخص نے بھی میلاد نبی ﷺ کا جشن منایا ہو،حالانکہ وہ نبی ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے والے،سنت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اورآپ ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنے کے بڑے حریص تھے۔

سب سے پہلے جس نے اس بدعت کی ایجاد کی وہ بنوعبید القداح ہیں جواپنے آپ کو

فاطمی کہتے تھے اور اولاد علی بن ابی طالب رضي اللہ عنہ کی طرف انتساب کرتے تھے، درحقیقت وہ مذہب باطنیہ کے بانیوں میں سے ہیں، ان کا دادا ابن دیصان- جو القداح کے لقب سے معروف، جعفر بن محمد الصادق کا آزاد کردہ غلام اور اہواز کا باسی تھا- عراق کے اندر مذہب باطنیہ کے مؤسسین میں سے تھا، پھر اس نے مغرب (مراکش) کی طرف کوچ کیا اور وہاں اس نے عقیل بن ابی طالب کی طرف اپنا انتساب کیا، اور یہ گمان کیا کہ وہ ان کی نسل سے ہے، جب اس کی دعوت میں غالی رافضیوں کی ایک قوم داخل ہوگئی تو اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق کی اولاد میں سے ہے، انہوں نے اس کے اس دعویٰ کو قبول کرلیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق نے اپنی کوئی اولاد نہیں چھوڑی تھی، اس کے متبعین میں سے حمدان بن قرمط تھا جس کی طرف قرامطہ کی نسبت ہے، پھر ایک مدت کے بعد ان میں سے سعید بن الحسین بن احمد بن عبداللہ بن میمون بن دیصان القداح کے نام سے معروف شخص ظاہر ہوا، اور اس نے اپنا نام ونسب بدل دیا اور اپنے ماننے والوں سے کہا کہ میں: عبیداللہ بن الحسن بن محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق ہوں، اس طرح مغرب (مراکش) میں اس کے فتنے کا ظہور رہوا۔

لیکن علم انساب کے ماہر محققین اس کے اس دعویِٰ نسب کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ ربیع الآخر ۴۰۲ھ میں فقہا، محدثین، قاضیوں اور صالحین کی جماعت نے محضرنامے تیار کیے جو فاطمیوں (عبیدیوں) کے نسب میں طعن اور قدح پر مشتمل تھے اور سب نے

یہ شہادت دی کہ حاکم مصر: منصور بن نزار- ملقب بہ ''الحاکم''- بن معد بن اسماعیل بن عبداللہ بن سعید جب بلاد مغرب (مراکش) کی طرف کوچ کیا تو وہاں اپنا نام عبید اللہ اور لقب مہدی رکھ لیا، اس کے اسلاف خوارج تھے، علی بن ابی طالب کی اولاد میں ان کا کوئی نسب نہیں ہے، اور جو کچھ انہوں نے دعویٰ کیا ہے وہ باطل اور جھوٹ ہے، بلکہ علی بن ابی طالب کے خانوادہ کے کسی فرد کے بارے میں ہمیں یہ علم نہیں کہ اس نے انہیں خوارج گردانے میں توقف کیا ہو، حاکم مصر اور اس کے اسلاف کفار، فساق، فجار اور ملحد و زندیق ہیں، اسلام کے منکر اور مجوسیت اور ثنویت کے معتقد ہیں، انہوں نے حدود کو معطل کر دیا، شرمگاہوں کو مباح کر دیا، شراب کو حلال کر دیا ہے اور خونریزی کا بازار گرم کر رکھا ہے، انبیاے کرام کو سب وشتم کرتے، سلف پر لعنت بھیجتے اور ربوبیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس محضر پر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہل حدیث، اہل کلام، علماے انساب، علویوں اور عام لوگوں کے دستخط موجود ہیں، جو سب کے سب ان کے نسب میں قدح وطعن کرتے اور انہیں اولاد مجوس یا یہود میں سے قرار دیتے ہیں، ان میں سے بطور مثال: المرتضی، الرضی، ابوالقاسم جزری، ابوحامد اسفرائینی، ابوالحسن قدوری، ابوعبداللہ بیضاوی، ابوعبداللہ صیمری، ابولقاسم تنوخی ہیں، بعض علماء نے ان کے رد میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس بات سے نقاب کشائی کی ہے کہ ان کا مذہب ظاہر میں رفض و تشیع اور باطن میں کفر محض تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۱۵/ ۵۳۷-۵۴۰)

فاطمیوں (عبیدیوں) کا داخلہ مصر کے اندر ۵/ رمضان ۳۶۲ھ میں ہوا، اور یہی ان کے

دورِ حکومت کا آغاز ہے، چنانچہ عام طور سے برتھ ڈے (سالگرہ اور برسی) منانے اور خصوصاً نبی ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانے کی بدعت عبیدیوں کے عہد میں ظاہر ہوئی، اور انہی لوگوں نے پہلی بار مسلمانوں کے لئے بدعی تقریبات کا دروازہ کھولا، یہاں تک کہ یہ لوگ میلاد نبی ﷺ، میلاد علی بن ابی طالب، میلاد حسن، میلاد حسین اور میلاد فاطمۃ الزہراء منانے کے ساتھ ساتھ، مجوسیوں اور عیسائیوں کے تہواروں کو بھی بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مناتے تھے، مثلاً نوروز، غطاس، میلاد مسیح اور عدس وغیرہ، یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اسلام سے کس قدر دور اور اس کے مخالف تھے، نیز یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وہ مذکورہ بالا تقریبات – میلاد نبی، میلاد علی اور میلاد حسن وحسین وغیرہ – کا اہتمام نبی ﷺ سے محبت اور آپ کی آل سے محبت کی خاطر نہیں کرتے تھے، بلکہ ان تقریبات کو ایجاد کرکے در پردہ ان کا مقصد اپنے باطل باطنی مذہب اور فاسد عقیدے کی لوگوں کے درمیان نشر واشاعت اور انہیں صحیح دین اور عقیدۂ سلیمہ سے برگشتہ کرنا تھا۔

سوال یہ ہے کہ کیا کوئی صاحب عقل وشعور اور اپنے دین پر غیور مسلمان' عبیدیوں فاطمیوں کی ایجاد کردہ اس گھناؤنی بدعت کو منائے گا؟!!!

مزید برآں اُس دور کی سماجی حالت پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ عبیدیوں کی سیاست صرف ایک مقصد کے حصول پر مرکوز تھی، اور وہ تھا پوری جانفشانی اور اخلاص کے ساتھ لوگوں کو اپنے مذہب کو قبول کرنے پر آمادہ کرنا اور اسے دیار مصر اور آس پاس کے زیر حکومت ملکوں میں عام کرنا۔ چنانچہ عبیدی حکام یہود ونصاری کے ساتھ حد درجہ

ہمدردی اور رعایت کا برتاؤ کرتے تھے،انہیں اعلی مناصب اور وزارتوں پر فائز کرتے تھے،دوسری طرف اہل سنت کے ساتھ ان کا معاملہ اس کے برخلاف تھا،خلفاے ثلاثہ اوران کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور عام سنیوں کومنبرومحراب سے لعن طعن کیا جاتا تھا،۳۷۲ھ میں تمام بلادمصرمیں تراویح کی نماز بند کردی گئی،۳۹۵ھ میں مصر کے اندر تمام مسجدوں ،عمارتوں ، قبرستانوں اور دکانوں پر سلف صالحین کے لعن طعن پر مشتمل عبارتیں لکھوائی گئیں اوراسے رنگ وروغن سے منقش کیا گیا۔ان تمام چیزوں سے بڑھ کر یہ کہ عبیدی حاکم (منصور بن نزار) نے الوہیت کا دعویٰ کیا،اورلوگوں کوحکم دیا کہ جب خطیب منبر پراس کا نام ذکرکرے تو اس کی تعظیم میں صف بستہ کھڑے ہوجائیں، چنانچہ اس کے تمام ممالک میں ایسا ہی کیا گیا یہاں تک کہ حرمین شریفین میں بھی،اور خاص طور سے اہل مصرکو یہ حکم تھا کہ جب اس کا ذکر آئے تو وہ سجدہ ریز ہوجایا کریں۔

کیا پھر بھی ایک غیور مسلمان ان دشمنان اسلام کی ایجاد کردہ قبیح بدعت کے منانے کو رسول ﷺ سے عقیدت ومحبت کا نام دے گا؟!!!

اسلامی بھائیو ! یہ ہے اس میلاد کی تاریخ۔ جسے آج افسوس کہ بہت سارے مسلمان انتہائی گرمجوشی سے مناتے ہیں۔جس کی آڑ میں عبیدیوں نے اپنے باطنی مذہب کی ترویج اورنشرواشاعت کی،اورسنت اوراہل سنت کا قلع قمع کیا۔اسی لیے علماے سنت نے جب سے اس بدعت کی ایجاد ہوئی ہے اس پر نکیر کیا ہے اوراس کی تردید میں بہت کچھ لکھا ہے اور جولوگ اس کو جائزٹھہرانے کی کوشش میں دلیلیں تراش کرتے ہیں اسے ”عذرگناہ بدتر

از گناہ'' ثابت کیا ہے۔اگر چہ اس کے بطلان کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ خیر القرون میں اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا،اور جو چیز سلف کے ہاں دین نہیں تھی وہ اب دین نہیں ہوسکتی،اگر وہ خیرونیکی کا کام ہوتا تو وہ اسے ہم سے پہلے کر چکے ہوتے، پھر بھی اس بارے میں معروف علمائے سنت کے دوفتوے آپ کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں:

سعودی عرب کے سابق مفتی عام سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ **جشن میلاد نبی ﷺ کے حکم اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے امور کے بارے میں فرماتے ہیں:**

رسول ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے علاوہ کسی غیر کے، اس لئے کہ یہ دین کے اندر نئی ایجاد کی گئیں بدعتوں میں سے ہے، کیونکہ اسے نہ تو رسول ﷺ نے منایا ہے، اور نہ آپ کے خلفاے راشدین، نہ دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ ہی احسان کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں نے قرون مفضلہ میں اسے منایا ہے، حالانکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ سنت کا علم رکھنے والے، رسول اللہ ﷺ سے سب سے کامل محبت کرنے والے اور بعد میں آنے والے لوگوں سے کہیں زیادہ آپ ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنے والے تھے۔ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)).

جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس سے نہیں ہے، وہ مردود ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)).

تم میری سنت کو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو اور اسے دانتوں سے جکڑ لو، اور نئی ایجاد کردہ چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

مذکورہ دونوں حدیثوں کے اندر سختی کے ساتھ بدعتیں ایجاد کرنے اور ان پر عمل کرنے سے متنبہ کیا گیا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ وتعالی اپنی کتاب مبین کے اندر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو، اور جس سے روک دیں اس سے باز آ جاؤ، اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے۔ (سورۃ الحشر: ۷).

دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ

أَلِيمٌ﴾

جولوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔(سورۃ النور:٦٣).

اورفرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيراً﴾

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے۔(سورۃ الاحزاب:٢١).

اورفرمایا:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔(سورۃ التوبۃ:١٠٠).

اور ارشاد فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيناً﴾

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔(سورۃ المائدۃ:۳).

اس معنی کی آیتیں بہت زیادہ ہیں۔

اس طرح کے برتھ ڈے (سالگرہ اور برسی) کی تقریبات کے ایجاد کرنے سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو کامل نہیں کیا ہے، اور رسول ﷺ نے اس چیز کی تبلیغ نہیں کی ہے جس پر عمل کرنا امت کے لئے مناسب ہے، یہاں تک کہ یہ متاخرین آئے اور اللہ کی شریعت میں ایسی چیز ایجاد کر ڈالی جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے، یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ انہیں اللہ تعالیٰ سے قریب کردے گا۔ بلاشبہ یہ بہت خطرناک ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر اعتراض ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دین کو مکمل کردیا ہے، اور ان پر اپنی نعمتیں بھرپور کردی ہیں۔

رسول ﷺ نے واضح طور پر اسلام کے احکام کی تبلیغ کردی ہے، اور کوئی بھی ایسا راستہ جو جنت تک پہنچانے والا اور جہنم سے دور کرنے والا ہے اسے امت کے لئے بیان کردیا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث کے اندر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَىٰ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ مِنْ شَرٍّ يَعْلَمُهُ لَهُمْ))

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا ہے اس پر یہ واجب تھا کہ وہ جو بھی خیر وبھلائی ان کے لئے جانتا تھا اپنی امت کی اس طرف رہنمائی کرے اور وہ جو بھی شر وبرائی ان کے لئے جانتا تھا انہیں اس پر متنبہ اور آگاہ کرے۔(صحیح مسلم)

اور یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء میں افضل اور ان کے خاتم ہیں، اور ان سب میں تبلیغ اور نصیحت وخیر خواہی کے اعتبار سے کامل ترین ہیں، اگر جشن میلاد منانا اس دین سے ہوتا جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند فرماتا ہے، تو رسول ﷺ اسے امت کے لئے ضرور بیان کرتے، یا اسے اپنی زندگی میں منائے ہوتے، یا اسے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم منائے ہوتے، لہٰذا جب ان میں سے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس کا دین اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے، بلکہ وہ ان نوایجاد کردہ چیزوں میں سے ہے جس سے رسول ﷺ نے اپنی امت کو متنبہ اور آگاہ کیا ہے، جیسا کہ سابقہ دو حدیثوں میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کے معنی میں دیگر حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں، مثلاً خطبہ جمعہ میں آپ ﷺ کا یہ فرمان:

((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)).

امابعد، بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا

راستہ ہے، بدترین امور وہ ہیں جو نئی ایجاد کرلی گئیں ہوں، اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ (صحیح مسلم)

اس باب میں آیتیں اور احادیث بہت زیادہ ہیں، علما کی ایک جماعت نے مذکورہ دلیلوں وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے جشن میلاد منانے کا صراحت کے ساتھ انکار کیا ہے اور اس سے متنبہ کیا ہے، جبکہ بعض متاخرین نے اس کی مخالفت کی ہے اور اسے جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ کسی طرح کے منکر امور پر مشتمل نہ ہو، مثلاً رسول ﷺ کی ذات میں غلو کرنا، مرد وزن کا اختلاط، لہو ولعب (گانے بجانے) کے آلات کا استعمال اور اس کے علاوہ دیگر امور جسے شریعت مطہرہ منکر سمجھتی ہے، اور یہ گمان کیا ہے کہ یہ بدعتِ حسنہ میں سے ہے۔

شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کے اندر لوگوں کے مابین نزاع ہو اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول محمد ﷺ کی سنت کی طرف لوٹایا جائے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً﴾

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان

ہے۔ یہ بات بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔(سورۃ النسا:۵۹).

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾

اور جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی ہی کی طرف ہے۔

(سورۃ الشوری:۱۰)

ہم نے اس مسئلہ-جشن میلاد النبی-کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب کی طرف لوٹایا تو ہم نے پایا کہ وہ ہمیں رسول ﷺ کی اس چیز کے اندر اتباع کا حکم دیتا ہے جسے لے کر آپ آئے ہیں، اور اس چیز سے بچنے کا حکم دیتا ہے جس سے آپ ﷺ نے ہمیں روکا ہے، اور ہمیں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے اس کے دین کو مکمل کر دیا ہے، اور یہ جشن منانا ان چیزوں میں سے نہیں ہے جسے رسول ﷺ لے کر آئے ہیں، سو وہ اس دین میں سے نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کامل فرمایا ہے اور ہمیں اس کے اندر رسول ﷺ کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

ہم نے اس مسئلہ کو سنت رسول ﷺ کی طرف بھی لوٹایا تو ہمیں اس کے اندر یہ بات نہیں ملی کہ آپ نے اسے خود منایا ہے، اور نہ ہی یہ بات کہ آپ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی یہ بات کہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے منایا ہے، لہٰذا اس سے ہمیں پتہ چلا کہ وہ دین میں سے نہیں ہے، بلکہ وہ نو ایجاد کردہ بدعتوں میں سے اور اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے تہواروں میں مشابہت اختیار کرنے میں سے ہے، اس سے ہر معمولی بصیرت اور حق کی

رغبت رکھنے والے اور اس کی طلب میں انصاف سے کام لینے والے کے لئے یہ روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتا ہے کہ جشنِ میلاد منانا دین اسلام میں سے نہیں ہے، بلکہ وہ ان نو ایجاد کردہ بدعتوں میں سے ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ترک کرنے اور اس سے بچنے کا حکم دیا ہے، اور عقلمند آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ چہار دانگ عالم میں اس کو منانے والوں کی کثرت سے دھوکہ کھائے، کیونکہ حق زیادہ لوگوں کے کرنے سے نہیں پہچانا جاتا، بلکہ حق کے پرکھنے کا معیار اور کسوٹی شرعی دلیلیں ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالُواْ لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُوداً أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُواْ بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل تو پیش کرو۔ (سورۃ البقرۃ:۱۱۱)

اور فرمایا:

﴿وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللّهِ﴾

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔ (سورۃ الانعام:۱۱۶)

یہ جشن میلاد -بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ- اکثر و بیشتر دیگر منکرات پر بھی مشتمل ہوتا ہے، مثلاً مرد و زن کا اختلاط، گانا بجانا اور آلات موسیقی کا استعمال، نشہ آور اشیا کا استعمال

اوراس کے علاوہ دیگر برائیاں، بسا اوقات اس سے بھی عظیم ترین چیز شرک اکبر کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی یا آپ کے علاوہ دیگر اولیا کے بارے میں غلو کرنا، انہیں پکارنا، ان سے فریاد کرنا اور ان سے مدد مانگنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ غیب کا علم رکھتے ہیں، اس کے علاوہ دیگر کفریہ امور جسے لوگ نبی ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن، یا آپ کے علاوہ دیگر اولیا کا عرس مناتے وقت کرتے ہیں، جبکہ رسول ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ))

تم دین کے اندر غلو کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین کے اندر غلو نے ہلاک کر دیا۔

اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)).

تم (میری تعریف میں غلو کر کے) مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جس طرح کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو حد سے بڑھا دیا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (صحیح بخاری).

عجب بالائے عجب یہ ہے کہ بہت سے لوگ ان بدعی جشنوں کو منانے میں نہایت سرگرمی اور تندہی کا مظاہرہ اور اس کا دفاع کرتے ہیں، لیکن جو اللہ تعالیٰ نے ان کے

اوپر جمعوں اور جماعت کی نمازوں میں حاضر ہونا واجب قرار دیا ہے اس سے پیچھے رہتے ہیں، اس پر سر نہیں اٹھاتے اور نہ ہی یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے کسی عظیم منکر کا ارتکاب کیا ہے، بلاشک وشبہ یہ ایمان کی کمزوری ،قلت بصیرت اور اس زنگ کی کثرت کی وجہ سے ہے جو انواع واصناف کے گناہوں اور نافرمانیوں کے ارتکاب کے سبب ان کے دلوں پر لگ گیا ہے، ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

انہی منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ اس محفل میلاد میں حاضر ہوتے ہیں، اس لئے وہ آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اور مرحبا کہتے ہوئے کھڑے ہوجاتے ہیں، یہ نہایت باطل اور قبیح ترین جہالت ہے، کیونکہ رسول ﷺ قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے نہ تو اپنی قبر سے نکل سکتے ہیں، نہ کسی شخص سے مل سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے اجتماع میں حاضر ہوسکتے ہیں، بلکہ آپ قیامت تک کے لئے اپنی قبر میں مقیم ہیں اور آپ کی روح اعلیٰ علیین میں اپنے رب کے پاس دار کرامت میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ المومنون میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ﴾

اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو۔ پھر قیامت کے دن بلاشبہ اٹھائے جاؤ گے۔ (سورۃ المومنون:۱۵-۱۶)

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ»

قیامت کے دن سب سے پہلے میری ہی قبر پھٹے گی، اور میں ہی پہلا سفارشی ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی۔

چنانچہ یہ آیت کریمہ اور حدیث شریف اور اس کے ہم معنی دیگر آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے علاوہ دیگر اموات اپنی قبروں سے قیامت کے دن ہی باہر نکلیں گے، اور اس بات پر علمائے مسلمین کا اجماع ہے، اس کے بارے میں ان کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ رہے، اور ان بدعات وخرافات سے بچے جسے جاہلوں اور ان کے مشابہ دیگر لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری ہے۔ اللہ ہی کی ذات مدد طلب کئے جانے کے قابل ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

ولاحول ولاقوة إلا بالله۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: نبی ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا کیسا ہے؟ تو علامہ موصوف رحمہ اللہ نے جواب دیا:

اولاً: رسول ﷺ کی پیدائش کی رات قطعی طور پر معلوم نہیں ہے، بلکہ بعض عصری علوم کے ماہرین کی تحقیق یہ ہے کہ وہ ربیع الاول کی نویں رات ہے، اس کی بارہویں رات نہیں ہے، بنابریں ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو آپ ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا تاریخی اعتبار سے بے اصل و بے بنیاد ہے۔

ثانیاً : شرعی اعتبار سے بھی جشن میلاد کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے، اس لئے کہ اگر وہ اللہ کی شریعت میں سے ہوتا تو نبی ﷺ اسے ضرور مناتے، یا امت کو اس کی تبلیغ کرتے، اور اگر آپ نے اسے منایا ہوتا یا اس کی تبلیغ کی ہوتی تو اس کا محفوظ ہونا ضروری تھا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(سورۃ الحجر:۹)

جب ان میں سے کسی چیز کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دین میں سے نہیں ہے، اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں سے نہیں ہے تو ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں، اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس تک پہنچنے کے لیے ایک معین راستہ مقرر فرمادیا ہے اور وہ راستہ وہی ہے جسے رسول ﷺ لے کر آئے ہیں، تو پھر ہمارے لئے جبکہ ہم اس کے غلام اور بندے ہیں یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ اس تک پہنچنے کے لئے ہم اپنی طرف سے کوئی طریقہ اور راستہ ایجاد کریں؟ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ایک جرم ہے کہ ہم اس کے دین میں کسی ایسی چیز کو مشروع قرار دے لیں جس کا اس دین سے کوئی تعلق اور سروکار نہیں ہے۔ نیز یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تکذیب پر بھی مشتمل ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا۔
(سورۃ المائدۃ:۳)

لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ یہ جشن میلا د اگر کمال دین میں سے ہے تو اس کا رسول ﷺ کی وفات سے پہلے موجود ہونا ضروری ہے، اور اگر وہ کمال دین میں سے نہیں ہے تو اس کا دین سے ہونا ممکن نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ (سورۃ المائدۃ:۳)

اور جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ کمال دین میں سے ہے حالانکہ اس کا وجود رسول ﷺ کے بعد ہوا ہے تو اس کا یہ قول اس آیت کریمہ کی تکذیب پر مشتمل ہے۔
اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ لوگ جو رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش کا جشن مناتے ہیں ان کا مقصد رسول ﷺ کی تعظیم، آپ ﷺ کی محبت کا اظہار اور لوگوں کے اندر اس جشن میں نبی ﷺ کے تئیں جذبات کو ابھارنا ہے، اور یہ ساری چیزیں عبادات میں سے ہیں؛ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت عبادت ہے، بلکہ آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ رسول ﷺ اس کے نزدیک اس کی جان، اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں، اور رسول ﷺ کی تعظیم کرنا عبادت ہے، اسی طرح نبی ﷺ کے تئیں جذبات کو ابھارنا دین میں سے ہے، کیونکہ اس کے اندر آپ کی شریعت کی طرف میلان پایا جاتا

ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم کے لئے نبی ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا عبادت ہوا، اور جب یہ عبادت ہے تو کبھی بھی یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جائے جو اس کا حصہ نہیں ہے، لہٰذا جشن میلاد منانا بدعت اور حرام ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ہم سنتے ہیں کہ اس جشن کے اندر ایسے عظیم منکرات پائے جاتے ہیں جسے نہ شریعت جائز قرار دیتی ہے اور نہ ہی حس اور عقل، اس میں لوگ ایسے قصیدے گاتے ہیں جن کے اندر رسول ﷺ کی شان میں غلو پایا جاتا ہے، یہاں تک وہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے بڑا قرار دیتے ہیں ۔ والعیاذ باللہ ۔ (اللہ کی پناہ)۔

انہی منکرات میں سے یہ بھی ہے جو ہم بعض جشن منانے والوں کی بے وقوفی اور کم عقلی کے بارے میں سنتے ہیں کہ جب مولد کا قصہ پڑھنے والا آپ ﷺ کی پیدائش کے ذکر پر پہنچتا ہے تو تمام حاضرین ایک ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کی روح حاضر ہوگئی؛ اس لئے ہم اس کی تعظیم واجلال میں کھڑے ہوتے ہیں، یہ انتہائی حماقت اور کم عقلی ہے، نیز ادب کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ کھڑے ہو جائیں، اس لئے کہ رسول ﷺ اپنے لئے کھڑے ہونے کو ناپسند فرماتے تھے، اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام جبکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والے اور ہم سے کہیں زیادہ رسول کی تعظیم کرنے والے تھے، آپ کی زندگی میں آپ کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے، اس لیے کہ وہ جانتے

تھے کہ آپ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، تو پھر ان خیالی چیزوں کا کیا اعتبار۔

یہ بدعت -یعنی جشن میلاد کی بدعت- تینوں قرون مفضلہ کے بعد وجود میں آئی ہے، اور اس کے اندر ایسے منکرات کیے جاتے ہیں جس سے اصل دین میں خلل آتا ہے، مزید برآں اس کے اندر مرد وزن کا اختلاط اور اس کے علاوہ دیگر برائیاں ہوتی ہیں۔

(فتاوی ارکان الاسلام لفضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ ص:۲-۱۷۲-۱۷۴)

(اعداد: عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ)*
*atazia75@hotmail.com